شکوہ

پہلا بند معنی: زیاں کار: اپنا نقصان کرنے والا۔ **سود فراموش:** اپنے نفع سے غافل۔ **فکر فردا:** کل کی فکر۔ **غم دوش:** ماضی کا غم۔ **نالے:** رونا۔ **ہمہ تن گوش:** پوری طرح متوجہ۔ **ہمنوا:** دوست۔ **جراءت آموز:** دلیری سکھانے والی۔ **تاب سخن:** قوت گفتار۔ **خاکم بدہن:** میرے منہ میں خاک۔

مطلب: نظم کا آغاز خاصے تند و تیز لہجے میں کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ زندگی میں نقصان اٹھاؤں اور فوائد حاصل نہ کروں۔ یہ بھی بے معنی بات ہے کہ عصر موجود کی فکر میں تو گھلتا رہوں اور مستقبل کی طرف دھیان نہ دوں۔ کیا یہ مضحکہ خیز امر نہیں ہے کہ بلبلوں کی نالہ و فریاد تک ہی خود کو محدود رکھوں اور اس کی بجائے کسی دوسری جانب ہی خود کو متوجہ رکھوں۔ رب ذوالجلال نے تو مجھے ایسی قوت گویائی عطا کی ہے جو بڑی جراءت اور حاصلے کی حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "خاکم بدہن" میں اب اپنے پالنے والے سے ہی شکوہ و شکایت کر رہا ہوں۔

دوسرا بند معنی: شیوۂ تسلیم: اطاعت کی عادت۔ **ارباب وفا:** اہل وفا' وفادار لوگ۔ **خوگر حمد:** خدا کی تعریف کرنے کے عادی۔

مطلب: یہ امر حقیقت پر مبنی ہے کہ ہم پیغمبر اسلامؐ کے پیروکار رضائے الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے کے عمل میں خاصی شہرت رکھتے ہیں پھر بھی حالات نے اس قدر مجبور کر دیا ہے کہ اپنے درد کا قصہ بیان کرنا اب ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ بے شک ہماری ہستی ایک ساز خاموش کی مانند ہے کہ دل ہے کہ فریاد سے معمور ہے چنانچہ اس صورت میں نالہ و فریاد لبوں تک آجائے تو اس پر حیرت نہیں ہونی چاہیے بلکہ یہ تو ایک طرح سے ہماری مجبوری ہے۔

چنانچہ اے رب ذوالجلال! ہم جو ہمیشہ تیری حمد و ثنا میں مصروف رہتے ہیں۔ اب انہی وفادار لوگوں سے تھوڑا سا شکوہ بھی سن لے کہ ہم جو ہمیشہ سے تیری حمد و توصیف کے عادی رہے ہیں اب ان سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے۔ کہ یہ ایک درد مند دل سے نکلی ہوئی ایسی آواز ہے جو حقیقت حال سے تعبیر کی جانی چاہیے۔

تیسرا بند معنی : ازل : وہ زمانہ جس کی ابتداء نہیں۔ **بوئے گل** : پھول کی خوشبو۔ **جمعیت خاطر** : اطمینان قلب۔

مطلب : اے خدا! بے شک تیری ذات قدیم تو ازل سے ہی موجود ہے اس کے باوجود تیری ذات ایک ایسے پھول کی مانند تھی' ہوا نہ ہونے کے باعث جس کی خوشبو چمن میں پھیلنے کے امکانات نہ تھے۔ اے مہربان و کریم انصاف کا تقاضا تو اس سوچ میں مضمر ہے کہ اگر ہوا موجود نہ ہو تو پھول کی خوشبو باغ میں کسی طور بھی نہیں پھیل سکتی۔ یہ ملت اسلامیہ ہی تھی جس نے تیرا پیغام عام کیا۔ ہم اگر تیرا پیغام لے کر دنیا بھر میں مارے مارے پھرتے تھے تو یہ پریشانی اور سرگردانی ہمارے لیے وجہ تسلی تھی۔ ورنہ تیرے پیغمبرؐ کی یہ امت دیوانی تو نہ تھی کہ دربدر پھرے۔

چوتھا بند **معنی:** معبود: جس کی عبادت کی جائے۔ خوگر: عادی۔

مطلب: ملت اسلامیہ سے قبل تو اے خدا! تیری دنیا کی عجیب و غریب کیفیت تھی۔ کہیں تو پتھروں کو اور کہیں لوگوں نے درختوں کو اپنا معبود بنایا ہوا تھا اور یہ لوگ انہی کی پرستش کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان ان اشیا کو اپنا خالق سمجھنے کا عادی ہو چکا تھا جس کے وجود کو خود محسوس کر سکے۔ اس صورت میں تجھے کون مانتا کہ جو ہمیشہ نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔

یہ حقیقت بھی تیرے علم میں ہے کہ ان دنوں کوئی شخص بھی تیرا نام لینے اور تیری عبادت کرنے کا قائل نہ تھا۔ یہ صرف اہل اسلام کی قوت ایمان اور قوت بازو ہی تھیں جن کے سبب کائنات کے گوشے گوشے میں تیرا نام عام ہو گیا اور ہر طرف تیری عبادت ہونے لگی۔

پانچواں بند معنی: سلجوق: سلجوقی خاندان۔ **معمورے:** آبادی۔ **نصرانی:** عیسائی۔

مطلب: اس بند میں اقبال کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے قبل اس دنیا میں ترکوں کا قبیلہ سلجوق بھی تھا اور توران کے طول و عرض میں تورانی بھی موجود تھے۔ چین جیسے وسیع و عریض ملک میں چینی باشندے بھی مقیم تھے اور ایران ساسانیوں کی شوکت و جلال کا مظہر تھا۔ پھر یہاں یونانی بھی رہتے تھے۔ اسی دنیا میں یہودی اور نصرانی بھی رہتے تھے۔ اس کے باوجود تیرے نام کے تحفظ کی خاطر یہ تو بتا تلوار کس نے اٹھائی اور تصور توحید سے بغاوت کرنے والوں کے خلاف مسلمانوں کے علاوہ کون نبرد آزما ہوا۔

چھٹا بند **معنی:** معرکہ آراؤں: جنگجو۔ **کلیساؤں:** گرجا۔ **جہانداروں:** بادشاہ۔

مطلب: اے معبودِ حقیقی ہم مسلمان ہی تھے جو ساری دنیا میں تیرے مخالفین کے مقابل نبرد آزما رہتے تھے۔ اس مقصد کے لیے کبھی ہم دشمن کے خلاف صحراؤں میں اور کبھی دریاؤں اور سمندروں میں جا کر صف آرا ہوئے۔ کبھی یورپی ممالک کو فتح کر کے وہاں کے کلیساؤں میں جا کر اذانیں دیں اور نغمہ توحید سنایا۔ اور کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں پہنچ کر آوازۂ حق بلند کیا۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو بڑے بڑے شان و شوکت والے سلاطین کی عظمت مرعوب نہ کر سکتی تھی اس لیے ہم تو تلواروں کی چھاؤں میں کلمہ پڑھنے کی جراءت اور حوصلہ رکھتے تھے۔

ساتواں بند **معنی**: **تیغ زنی**: تلوار چلانا۔ **سر بکف**: جان ہتھیلی پر رکھنا۔ **بت شکنی**: بت توڑنا۔

مطلب: اے خدائے ذوالجلال! ہم مسلمان تو اپنے حریفوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے جیا کرتے تھے اور تیرے نام کی عظمت کے لیے زندگی قربان کر دیتے تھے۔ جہاں تک ہماری تیغ زنی کا تعلق تھا وہ محض اپنی حکومتوں کے تحفظ کی خاطر نہیں تھا۔ نا ہی ہم دولت کے لیے دنیا بھر میں اپنا سر ہتھیلیوں پر لے کر پھرتے تھے۔ اگر ہماری قوم مال و دولت پر مرتی تو بت شکنی کیوں کرتی۔

آٹھواں بند **معنی:** سرکش: باغی۔

مطلب: ہم مسلمان تو وہ حوصلہ مند لوگ تھے جب میدان جنگ میں پہنچ گئے تو فتح حاصل کیے بغیر واپس نہ پلٹے۔ انسان تو انسان ہم تو وہاں شیروں کے پاؤں بھی اکھاڑ دیا کرتے تھے۔ اگر تیرے خلاف کوئی بغاوت پر آمادہ ہوتا تو ہم اس کے خلاف ڈٹ جاتے اور پھر تلوار تو الگ رہی ہم لوگ تو توپ کے مقابل بھی سینہ سپر ہو جاتے۔ اے مالک حقیقی! یہ بتا کہ ہمارے علاوہ توحید کا علم بلند اور کس نے کیا ہم تو تیرا یہ پیغام زیر خنجر بھی سنایا۔ آخری مصرع میں علامہ کا اشارہ نواسہ رسولؐ حضرت امام حسینؓ کی جانب ہے جنہوں نے میدان کربلا میں حق کی فتح کے لیے اپنا سر کٹوا دیا۔

نواں بند **معنی**: شہر قیصر: روم کی سلطنت۔ یزداں: نیکی کا خدا۔

مطلب: اے خدا اتنا بتا دے کہ یہودیوں کی مشہور بستی خیبر میں القدس کا دروازہ کس نے تن تنہا اکھاڑ پھینکا۔ ایک روایت کے مطابق یہ دروازہ اتنا وسیع و عریض اور مضبوط تھا کہ اسے کم و بیش سو افراد مل کر بند کیا کرتے اور کھولا کرتے تھے۔ تاریخ اسلام کا یہ ایک اہم واقعہ ہے کہ شیر خدا حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے جنگ خیبر کے دوران تنہا یہ دروازہ اکھاڑ پھینکا تھا۔ جس کے بعد لشکر اسلام نے باسانی اس انتہائی مضبوط قلعے کو تسخیر کر لیا۔ قیصر روم کے عظیم شہر قسطنطنیہ کو کس نے فتح کیا۔ وہ کون تھے جنہوں نے ایسے نافرمان لوگوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ جو مخلوق ہونے کے باوجود خالق بن بیٹھے تھے اور یہ بھی بتا دے کہ کفاروں کے لشکروں کو کن لوگوں نے تباہی سے دوچار کیا۔ جس دور میں ایران میں آگ کی پرستش کی جاتی تھی اور وہاں کے لوگ اسی واسطے سے آتش پرست کہلاتے تھے ان کے آتشکدوں کو ہمیشہ کے لیے بجھا دینے والے کون لوگ تھے۔ چنانچہ اس عمل کے بعد ذکر توحید کو از سر نو کس نے زندہ کیا؟

دسواں بند معنی: زحمت کش پیکار: جنگ و جدل کی تکلیف۔ صنم: بت۔

مطلب: اے خدا! یہ بتا کہ ملت اسلامیہ کے علاوہ اور کون سی قوم تھی جس نے تجھ سے محبت کی اور تیری خاطر ہمیشہ میدان کارزار میں سرگرم عمل رہی۔ وہ کس قوم کی تلوار تھی جس نے ساری دنیا کو تسخیر کیا اور اس پر حکومت کی۔ کس کے نعرۂ تکبیر سے دنیا بیدار ہوئی اور نیک و بد کی تمیز سیکھی۔ وہ کون سی قوم تھی جس کے خوف سے بت بھی سہمے ہوئے رہتے تھے اور ان کو سامنے پا کر سجدے میں گر جاتے اور تیری وحدانیت کا اقرار کر لیتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ قوم مسلمانوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھی۔

گیارھواں بند **معنی: زمیں بوس:** زمین کو بوسہ دینا مراد سجدہ کرنا۔ **بندہ:** غلام۔ **غنی:** دولت مند۔

مطلب: اے معبود حقیقی! تو اس امر سے یقیناً آگاہ ہے کہ میدان جنگ میں زبردست نبرد آزمائی کے دوران تیری عبادت یعنی نماز کا وقت آگیا تو مسلمان عساکر نے دشمن کی تلواروں کی پروا کیے بغیر خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے اپنی صفیں سیدھی کرلیں اور سجدہ ریز ہو گئے۔ اس دوران ان عساکر میں بندہ و آقا کی تمیز مٹ گئی اور دوران نماز آقا و غلام' امیر اور غریب سب کا فرق ختم ہو گیا اور سب برابر ہو گئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ تیری سرکار میں پہنچ کر یہ سب لوگ ایک ہو گئے۔

بارھواں بند معنی: محفل کون و مکاں: مراد دنیا۔ بحر ظلمات: بحر اوقیانوس۔

مطلب: تجھے معلوم ہے کہ ایک عرصے تک مسلمان تیرا پیغام لے کر ہمہ وقت ساری دنیا میں پھرتے رہے اور ہر فرد کو دعوت توحید دیتے رہے۔ تیرا پیغام لے کر تو وہ پہاڑوں اور صحراؤں میں پھرتے رہے اور اس امر کا تو تجھے علم ہی ہے کہ اس عمل میں کبھی ناکام ہوئے نہ وہاں سے ناکام لوٹ کر آئے۔

اے آقا! تجھے علم ہے کہ صحرا تو الگ رہے ہم نے تو دریا بھی نہیں چھوڑے اور بحر اوقیانوس تک میں اپنے گھوڑے دوڑا دیئے۔

تیرہواں بند **معنی: باطل:** کفر۔ **جبینوں:** ماتھا۔

مطلب: ہم مسلمانوں نے اپنی جدوجہد اور قربانیوں سے باطل کو مٹا کر سچائی کا بول بالا کر دیا۔ اور انسان کو دوسرے انسان کی غلامی سے نجات دلائی۔ تیرے کعبے سے بتوں کو نکال کر اپنی پیشانیوں سے آباد کیا۔ تیرا قرآن اپنے سینوں میں محفوظ کر کے رکھا۔ اس کے باوجود تجھے یہ گلا ہے کہ ہم تیرے وفادار بندے نہیں ہیں۔ مگر یہ جان لے کہ ہم وفادار نہیں تو تو نے ہماری کونسی دل دہی کی ہے؟ یعنی ہم مسلمانوں نے تو تیرے لیے ہر ممکن قربانی دی جب کہ تیرا سلوک نمایاں ہے۔

چودھواں بند معنی: کاشانوں: قیام گاہ۔

مطلب: اے خدا! بے شک اس دنیا میں ملت اسلامیہ کے علاوہ اور بھی کئی قومیں آباد ہیں۔ ان میں نیک لوگ بھی موجود ہیں اور گنہگار بھی! ایسے لوگ بھی ہیں جو انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور ایسے افراد بھی موجود ہیں جو انتہائی مغرور و متکبر واقع ہوئے ہیں۔ ان میں کاہل بھی ہیں ہوشیار بھی اور غفلت شعار بھی موجود ہیں۔ اور صدہا ایسے لوگ ہیں جو تیرا نام لینا پسند نہیں کرتے اور تجھ سے کد رکھتے ہیں لیکن صورت یہ ہے کہ ہمارے دشمنوں پر تو تیری رحمت کا نزول ہوتا ہے لیکن ہم مسلمانوں پر تو عذاب ہی نازل ہوتا رہتا ہے۔

پندرھواں بند **معنی: منزل دہر:** دنیا کی منزل۔ **حدی خواں:** ساربان۔ **خندہ زن:** تمسخر کرنے والا۔
مطلب: چنانچہ اب تو کیفیت یہ ہو گئی ہے کہ ہمارے دشمن علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کا تو خاتمہ ہو گیا ان کو بڑی مسرت ہے کہ جو لوگ کعبہ کے نگہبان تھے وہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے۔ وہ لوگ جو قافلے میں اونٹوں کے ساتھ نغمے گاتے سفر کرتے تھے، چلے گئے۔ صرف یہی لوگ نہیں بلکہ اپنے ہمراہ قرآن کو بھی بغلوں میں دبائے روانہ ہو گئے۔ مراد یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی زوال پذیری پر دوسرے حریف بغلیں بجا رہے ہیں کہ یہ قوم تو قرآن کو بھی بغلوں میں دبا کر لے گئی۔ تو جانتا ہے کہ کفار ہماری تضحیک پر آمادہ ہیں لیکن تجھے شاید اپنی توحید کا کچھ بھی پاس نہیں ہے۔

سولھواں بند معنی: معمور: بھرے ہوئے۔ شعور: تمیز۔ مدارات: تواضع۔

مطلب: یہ کوئی شکایت نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ تو نے ان لوگوں کو مال و دولت سے نوازا ہے اور ان کے خزانے بھر دیئے ہیں جنہیں کسی محفل میں بات کرنے کا شعور بھی نہیں ہے۔ افسوس محض اس بات کا ہے کہ کافروں کو تو اس دنیا میں ہی تو نے محلات اور لونڈیاں عطا کی ہیں جب کہ ہم مسلمانوں کو محض وعدۂ حور پر ہی ٹرخا دیا ہے۔ اور وہ حوریں بھی بہشت میں داخل ہونے پر مشروط ہیں۔ آخر ہم سے کیا خطا ہو گئی جو پہلے کی طرح ہم تیرے لطف و کرم سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔

سترہواں بند **معنی:** **نایاب:** غائب، مفقود۔ **موج سراب:** فریب نظر۔ **طعن اغیار:** غیروں کے طعنے۔ **خواری:** ذلت۔

مطلب: آخر مسلمانوں نے کون سا جرم کیا ہے کہ وہ دنیاوی دولت سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔ جب کہ تیرے اختیار میں تو اتنا کچھ ہے جس کی نہ کوئی حد ہے نہ حساب ہو سکتا ہے۔ تو اتنی قدرت رکھتا ہے کہ چاہے تو دشت و صحرا میں بھی سمندر کی مانند بلبلے رقصاں ہوں اور صحرا میں سفر کرنے والے مسافر کے سامنے تو چاہے تو سراب کی بجائے اتنا سیلاب آ جائے کہ مسافر کو ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ ہم تو اغیار کے طعنوں سے بھی ہم کنار ہیں اور رسوائی و ناداری سے بھی دوچار ہیں۔ اتنا تو بتا دے کہ تجھ پر مرمٹنے کا صلہ کیا خوار و برباد ہونے میں ہی ملتا ہے۔

اٹھارہواں بند معنی: اغیار: جمع غیر کی۔

مطلب: ایک زمانہ تھا جب دنیا پر مسلمانوں کا تسلط تھا جب کہ یوں لگتا ہے کہ اب وہ غیر مسلموں کو پسند کرنے لگی ہے۔ ہمارے لیے تو بس ایک خیالی دنیا ہی رہ گئی ہے ہم تو اس منظر سے ہٹ گئے۔ اب دوسروں نے دنیا پر اپنا قبضہ جما لیا ہے۔ اس صورت میں یہ گلہ نہ کرنا کہ دنیا سے توحید مٹ چکی ہے۔ ہم تو صرف اس لئے جی رہے ہیں کہ تیرا نام باقی رہے پر اتنا بتادے کہ ساقی کے بغیر جام کی حقیقت کیا ہے؟۔

انیسواں بند **معنی**: وعدۂ فردا: کل کا وعدہ۔ رخ زیبا: خوبصورت چہرہ۔

مطلب: اے مالک دو سرا! اب تو صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ تو نے جو محفل آراستہ کی تھی اس کا خاتمہ بھی ہو گیا اور تیرے چاہنے والے بھی رخصت ہو گئے۔ تیرے عشاق اس محفل میں شب بھی آہیں بھرتے تھے اور صبح کے وقت نالہ و فریاد کرتے تھے لیکن ان کے خاتمے پر اب یہ سب کچھ بھی ختم ہو کر رہ گیا۔ ان چاہنے والوں نے تجھے اپنا محبوب بنایا اور اس کا صلہ بھی حاصل کر لیا ان کا دور اس قدر مختصر رہا جیسے کوئی محفل میں آ کے بیٹھا ہی ہو تو اس کو وہاں سے نکال دیا جائے۔ جو چاہنے والے تیرے جلووں کی تمنا لے کر آئے تھے انہیں تو تو نے وعدۂ فردا پر ٹال دیا۔ اب ان کی واپسی مشکل ہے خواہ انہیں کسی طور پر بھی تلاش کیا جائے۔

بیسواں بند   معنی : قیس : مجنوں کا اصلی نام۔ **نجد** : عرب کا ریگستانی علاقہ۔ **دشت و جبل** : جنگل و پہاڑ۔ **غضب** : غصہ۔

مطلب : اس بند میں اقبال کہتے ہیں کہ لیلیٰ کا درد بھی وہی ہے اور مجنوں کا پہلو بھی وہی ہے۔ صحرائے نجد میں آج بھی ماضی کی طرح ہرن چوکڑیاں بھرتے پھرتے ہیں۔ چاہنے والے کا دل بھی پہلے جیسا ہے اور حسن کا جادو بھی وہی ہے۔ جب کہ پیغمبر آخرالزماں ؐ کی امت بھی وہی ہے اور اے خدا تو بھی ہی ہے کہ جو تھا۔ اس کے باوجود مسلمانوں سے یہ ناراضگی کیسی ہے اور اپنے چاہنے والوں سے برا سلوک کیوں ہو رہا ہے۔

اکیسواں بند معنی: بت گری: بتوں کو پوجنا۔ **اویس قرنی:** ایک بزرگ جو حضرت محمد ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔

مطلب: بس اتنا بتا دے کہ تیری عبادت چھوڑ دی یا حضورؐ کی محبت سے روگردانی کی ہے۔ کیا ہم نے اسلاف کی بت شکنی کی روایت ترک کر کے بت تراشی شروع کر دی۔ کیا ہم نے عشق اور عشق کی آشفتہ سری سے کنارہ کر لی۔ کیا ہم نے حضرت سلمان فارسیؓ اور اویس قرنیؓ کی روایات کو ترک کر دیا۔ اگر ایسا نہیں تو ہم سے برگشتگی کی کچھ تو وجہ ہونی چاہئے۔ جب کہ ہمارے سینوں میں آج بھی تکبیر کی آگ محفوظ ہے اور ہماری زندگی عملی سطح پر حضرت بلال حبشیؓ کی مانند ہے۔

بائیسواں بند **معنی**: **جادہ پیمائی**: راستہ طے کرنا۔ **قبلہ نما**: کعبہ کی سمت۔ **آئین وفا**: وفا کا دستور۔ **شناسائی**: دوستی۔ **ہرجائی**: بے وفا۔

مطلب: ہرچند کہ ہم تیری چاہت میں پہلا والا انداز نہیں رکھتے نا ہی ہم میں تیری خاطر تسلیم و رضا کی وہ خو ہے جو پہلے ہوا کرتی تھی۔ یہ بھی درست کہ ہمارے دل قبلہ نما کی طرح مضطرب ہیں اور یہ کہ ہم پہلے جیسے وفادار بھی نہیں۔ نا ہی ہم میں وفا کے آئین کی پابندی کا جذبہ پہلے کی طرح موجود ہے۔ اس کے باوجود خود تیرا طرز عمل یہ ہے کہ کبھی ہم سے کبھی دوسروں پر عنایت و مہربانی کرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بات ہرچند کہ کی نہیں! پھر بھی کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ تو بھی تو ہرجائی ہو گیا ہے۔

تئیسواں بند **معنی** : **سرفاران**: ایک پہاڑی کا نام۔ **آتش اندوز**: جلنے کا مادہ۔ **شرر آباد**: شعلوں سے آباد۔ **سوختہ ساماں**: اپنا سب کچھ فنا کر دینے والا' عاشق۔

مطلب: تو نے فاران کی چوٹی پر دین محمدیؐ کی تکمیل کی۔ تو اتنا قادر ہے کہ ایک اشارے پر ہزارہا لوگ تیرے گرویدہ ہو گئے۔ انسانی دلوں کو تو نے اپنے عشق سے مسخر کر لیا۔ اپنے جلووں سے ساری محفل میں حرارت پیدا کر دی۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آج ہمارے سینوں میں عشق حقیقی کی چنگاری موجود نہیں جب کہ شاید تجھے یاد ہو کہ ہم نے تو تیری خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا۔

چوبیسواں بند **معنی** :**وادی نجد**: عرب کا ریگستانی علاقہ۔ **شور سلاسل**: زنجیروں کا شور۔ **خوش آں روز**: وہ دن کتنا مبارک ہو گا۔ **بے حجابانہ**: بے تکلف، بے جھجک۔

مطلب: اب تو صورت احوال یہ ہے کہ نجد کے صحرا میں زنجیروں کا وہ شور نہیں رہا نا ہی مجنوں لیلیٰ کے نظارے کا دیوانہ نظر آتا ہے۔ یعنی مسلمانوں میں نہ عشق حقیقی کا جذبہ باقی رہا نا ہی جدوجہد کا حوصلہ۔ نا ہی وہ جراءت کردار رہی اور نہ وہ دل رہا جو عشق حقیقی کی حرارت سے مزین ہو۔ شاید ہمارا گھر اتنا برباد ہو چکا ہے کہ تو اب وہاں رونق افروز ہونا پسند نہیں کرتا۔

وہ دن کس قدر مبارک ہو گا کہ تو ہماری محفل میں پورے جلوؤں کے ساتھ رونق افروز ہو گا اور ہم تجھے حجاب سے باہر دیکھ سکیں گے۔

پچیسواں بند **معنی** : **بادہ کش** : شرابی۔ **لب جو** : ندی کے کنارے۔ **جام بکف** : ہاتھ میں جام لیے۔
نعرہ زن ہو: نعرہ مستانہ۔ **فرمان جگر سوزی**: جگر کو جلانے کا حکم۔

مطلب: جو لوگ اے خدا! تیری تعلیمات کی نفی کرتے ہیں اور تیرے دین کو تباہ و برباد کرنے پر تلے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو تو نے عیش و مسرت کے تمام سامان فراہم کیے ہوئے ہیں۔ وہ تو رقص و نغمہ کی محفلیں سجائے ہوئے ہیں۔ یہی نہیں وہ اس قدر بدمست اور مدہوش ہیں کہ باقی دنیا کن ہنگاموں سے دوچار ہے۔ وہ اس حقیقت سے قطعی بے نیاز ہو کر محو ناؤ نوش ہیں جب کہ تیرے چاہنے والے مسلمان تو خود کو تیری نعمتوں سے محروم سمجھنے لگے ہیں اور تیری عنایات کے اشاروں کے منتظر ہیں۔ سو اے خدا! اپنے چاہنے والوں میں پھر سے عمل کا ایک نیا جذبہ پیدا کر دے تاکہ وہ پھر فعال ہو کر اس دنیا میں سرخرو ہو سکیں۔

چھبیسواں بند معنی: قوم آوارہ: بھٹکی ہوئی قوم۔ **عناں تاب:** گھوڑے کی لگام موڑنا۔

مطلب: ملت اسلامیہ ہرچند کہ آج منتشر اور بھٹکی ہوئی ہے تاہم اب اس نے ایک بار پھر اپنا رخ حجاز کی جانب کر لیا ہے تاکہ تیرے حبیبؐ سے رہنمائی حاصل کر اور پھر سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ بے شک وہ ایک ایسے پرندے کی مانند ہے جو اپنے بال و پر سے محروم ہو چکا ہے۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس میں ابھی تک پرواز کرنے کا جذبہ ضرور موجود ہے۔ اس وقت عالم یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کا ایک ایک فرد بے چین و مضطرب ہے اور تیری رضا کا خواہاں ہے۔ اب صرف اس امر کی دیر ہے کہ تو ان کی جانب اپنی توجہ کا رخ پھیر دے۔ اس لیے کہ ہر شخص اب اس کے لیے بے چین ہے۔ تیری توجہ کے ساتھ ہی ہر معاملہ درست ہو جائے گا۔

ستائیسواں بند **معنی: امت مرحوم**: زوال پذیر مسلمان۔ **مور بے مایہ**: حقیر چیونٹی۔ **جنس نایاب**: کم یاب چیز۔ **دیر نشینوں**: مندر میں بیٹھنے والا۔

مطلب: اے رب کریم! تو نے اپنی جس امت کو ہمیشہ لطف و عنایات سے نوازا ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ اب وہ کتنی مشکلات میں مبتلا ہے۔ لہٰذا اس کی مشکلیں آسان کر دے اور وہ قوم جو اس وقت انتشار و بے بضاعتی سے ہم آہنگ ہے اسے ایک بار پھر وہی شان و شوکت عطا کر جس کی وہ ہمیشہ سے مستحق رہی ہے۔ خدایا! ملت مسلم کے ہر فرد کے دل سے محبت کا جذبہ جس طرح مفقود ہوا ہے انہیں پھر سے اس جذبے سے نواز دے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم جو ہندوستان میں بسنے والے محض نام کے مسلمان ہیں اور عملاً غیر مسلموں کی سی خصوصیات کے حامل بن کر رہ گئے ہیں تو ہمیں اپنے دین کی تعلیمات کو اپنانے کی تلقین عطا فرما۔ اب تو ہمارے دل سے آرزوؤں اور تمناؤں کا لہو بہہ نکلا ہے اور نشتروں بھرے سینے میں نالے بیتاب ہو رہے ہیں۔

اٹھائیسواں بند **معنی: غماز چمن:** چغلی کھانے والا۔ **عہد گل:** بہار کا موسم۔ **زمزمہ پرداز چمن:** چمن میں چہچہانے والے پرندے۔

مطلب: حالت یہ ہو گئی ہے کہ ہماری منتشر حالت کے داخلی راز خود اپنوں کے ہاتھوں غیروں تک پہنچ گئے ہیں۔ اس سے زیادہ قیامت کیا ہو گی کہ ہم خود ہی اپنی جڑیں کھودنے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیفیت یہ ہے کہ ملت مسلمہ میں تعمیر و ترقی کے ساتھ مسرتوں کا سماں بھی ختم ہو کر رہ گیا جو لوگ حقیقی طور پر رہنمائی کیا کرتے تھے وہ بھی قوم سے بدظن ہو کر دل چھوڑ بیٹھے۔ اب تو صرف میں ہی تنہا رہ گیا ہوں جو ہر نوع کی ملی بے حسی کے دوران بھی خاموشی اختیار نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ میرے سینے میں تو نالہ و فریاد کا طوفان بھرا ہے۔

انتیسواں بند **معنی** : **قمریاں**: فاختہ۔ **صنوبر**: درخت کا نام۔ **روشیں**: راستے۔ **پیرہن برگ**: پتوں کا لباس۔

مطلب: یہ ضرور ہے کہ جو لوگ ملت کی بہتری کے خواہاں تھے وہ مایوسی کا شکار ہو کر پیچھے جا بیٹھے۔ ملت انتشار کا شکار ہو گئی ہماری قدیم روایات بھی ختم ہوئیں۔ یوں **سمجھیے** کہ اب محض نام کے مسلمان ہی رہ گئے ہیں لیکن میں (اقبال) اس ساری تباہی سے مایوس نہیں۔ خدا کرے کوئی میری بات بھی سننے کا چارہ کرے۔

تیسواں بند معنی: جوہر: چمک، دمک (مراد صلاحیتیں)۔

مطلب: اب تو نہ مرنے میں مزا رہا نہ جینے میں کوئی لطف باقی رہا۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہی ہے کہ اپنے ہی جگر کا خون پیتا رہتا ہوں۔ اس صورت حال کے باوجود میرے سینے میں بے شمار ولولے تڑپ رہے ہیں اور یہی سینہ ہزارہا جلووں کا مسکن بنا ہوا ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ میری قوم کا کوئی فرد بھی چشم بینا نہیں رکھتا جو اس کیفیت کا اندازہ کر سکے۔ یہ ممکن بھی کیسے ہو کہ کسی میں بھی مصائب کا سامنا کرنے کی قوت نہیں۔

اکتیسواں بند **معنی**: نوا: آواز۔ بانگ درا: قافلے کی گھنٹی کی آواز۔ بادۂ دیرینہ: پرانی شراب۔ لے: سریعنی مضامین و مطالب۔

مطلب: اقبال اس آخری بند میں بڑی دلسوزی کے عالم میں کہتے ہیں کہ کاش میری فریاد سے ہی ملت کے لوگ اپنی پستی کا احساس کریں۔ اور میرے یہ نغمے ان کی بیداری کا سبب بن جائیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ اپنے روایتی عہد وفا کا بھی پاس کریں اور اپنی دیرینہ تعلیمات کو بروئے کار لانے کے لیے آمادہ ہو سکیں۔ یہ درست ہے کہ میرا تعلق عرب سے نہیں بلکہ ایک طرح سے عجم کے ساتھ ہے اس کے باوجود میرا مرکز نگاہ حجازی تو ہے اسی طرح زبان ہندوستان کی صحیح اس میں نغمگی اور کیف تو مدینے ہی کا ہے۔